البلاغ القاسمی

اسلام ہمارا پسندیدہ مذہب کیوں؟

مصنف

مولانا احمد حسین قاسمی حفظہ اللہ

PUBLICATIONS

AL IDRAAK — Naved Ahmad

اسلام ہمارا پسندیدہ مذہب کیوں؟ قسط10

6/24/2026 11:04:00 AM

باسمہ تعالیٰ عز اسمہ

====================================

ـــــــدلیل /18 مذہب اسلام کی فوقیتـــــــ

ـــبایں طور کہ اسلام تلوارسےنہیںـــ

ـــأ خلاق سےپھیلاہےـــ

مذہب اسلام اور اس کی تعلیمات کے اندر ایسی چاشنی، ایسا حسن و جمال،ایسی معجزانہ وقدرتی انجذابی کیفیت، اور بینظیر وبیمثال مقناطیسیت رکھی گئی ہے کہ ہر صاحب دید و دانش اور ہر صاحب عقل وہوش انسان اس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے، اور اسی کے سایہ رحمت اور دامن شفقت میں اپنے لئے چین و سکون، راحت و آرام اور امن و آشتی محسوس کرتا ہے، مذیب اسلام وہ دین فطرت ہے جو ہر اس انسان کے دل میں جو اسے ایک بار پرکھتا ہے، اور اسے غور سے پڑھتا ہے گھر کر لیتا ہے، اس کی رگ رگ میں رچ بس جاتا ہے،

یہی وجہ تھی کہ چلچلاتی دھوپ میں، دہکتی ہوئی ریت پر جلتے ہوئے گرم پتھر کے نیچے سے صدائے دلنواز و دلگداز احد احد بلند ہوتی ہے، کہیں سولی پر لٹکتے ہوئے، نیزوں کی نوک پر، جان جاتی ہے تو جائے، بدن چھلنی ہوتا ہے تو ہو جائے، مگر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس میں معمولی کانٹا بھی چبھے یہ سوچنا اور زبان سے محض کہنا بھی گوارا نہیں ہوتا، ورنہ ظاہر ہے کہ حضرت زید اور حضرت خبیب رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بھی معلوم تھا، اور مشرکین مکہ جو یہ کہ رہے تھےہاں دونوں بزرگوں سے کہ بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے کہ تمھاری جگہ نعوز باللہ محمد کو قتل کر دیا جائے اور بدلہ میں تمھیں چھوڑ دیا جائے، انھیں بھی معلوم تھا کہ یہ ممکن نہیں اور ہمیں ساری چاہت کے باوجود اس پر قدرت نہیں ہے، وہ تو صرف زبان سے کہلوانا چاہ رہے تھے، لیکن سچے اور پکے جذبہ عشق ومحبت ہی کا یہ کمال تھا جو بلا جھجھک اور بلا تأمل بول پڑا کہ سنو تم ہماری جان کے بدلے ہمارے محبوب کے قتل کی بات کرتے ہو، ہمیں تو یہ

بھی گوارا نہیں کہ ہماری جان بچ جائے، اور بدلہ میں اپنے مقام رہتے ہوئے ہمارے محبوب کے پائے اقدس میں معمولی کانٹا بھی چبھ جائے! اللہ اکبر،

کہیں سانپ کے ڈسنے سے جان پر بنی ہوئی ہے، مگر سرکار ذی وقار صلی اللہ علیہ و سلم کی نیند میں خلل نہ پڑ جائے، اس لئے بدن کو حرکت دینابھی گوارا نہیں، کہیں تلوارونکی چھاوں میں جان ہتھیلی پر رکھکر بستر رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سونے میں دنیا وآخرت کی سرخروئی کا إذعان ویقین کامل پیداہو رہاہے، کہیں تیروں کی بارش میں شمع رسالت کے پرونے آہنی دیوار بنکر چاروں طرف سے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور برسنے والے ایک ایک تیر کو اپنے دست وبازو پر، یا پشت اور سینوں پر انتہائی فخر کے ساتھ روکتے ہیں،اور اپنی قسمت پر نازاں و فرحاں ہیں کہ ایسا مبارک سینہ ودست وبازوکسے نصیب جو نبی کی طرف آنے والے تیر و تلوار کے وار کو خود پر روک کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بچالے،

آج تک چشم فلک بھی اس والہانہ عقیدت و محبت کے حسین منظر پر محو حیرت ہے، جبکہ تیروں کی اس بارش میں ایک عاشق زار، ایک سچا فداکار محبوب کبریا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے اس عاشقانہ شان سے مضبوط ڈھال بنکر کھڑا ہو جاتا ہے کہ پشت تیروں کی طرف اور چہرہ رخ زیبائے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہے، اور جذبہ عالی یہ کارفرما ہے کہ پشت رخ انور کی طرف کرنے میں کہیں شان رسالت مآب میں کسی قسم کی بے ادبی کا شائبہ نہ پیدا ہوجائے، یا سامنے سے تیروں کو آتا دیکھ کر جسم میں غیر اختیاری حرکت ہو اور کوئی تیر آقا کے جسم اطہر تک پھونچ جائے، یا تیروں کا زخم کھا کھا کر اگر موت آجائےتو دم آخر نظروں میں رخ زیبائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہے،اس جیالے سچے جان نثار و فداکار کو دنیا حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتی ہے،

یہ اور اس طرح کی سیکڑوں اور ہزاروں عشق ومحبت، فدائیت وفنائیت اور وارفتگی سے لبریز خوبصورت، عظیم الشان اور سنہری داستانیں ہیں جنھیں اسلام کے متوالوں، شمع رسالت کے پروانوں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و سلم کے دیوانوں نے اسلامی تاریخ میں رقم کر رکھی ہیں، ان ساری دلنواز ودلگداز داستانوں کے متعلق سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب کچھ صرف اور صرف اسلام کے حسن وجمال اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مشفقا نہ و مربیانہ تعلیمات کا، اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے حسن اخلاق و کردار کا ثمرہ اور تیجہ ہے جو کہ مذہب اسلام ہی کاخاص حصہ ہے،

چنانچہ اگر دنیا اپنے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ کر تلاش کرے تو بھی تاریخ اسلام کے ان جواہر پاروں کی مثال دیگر ادیان ومذاہب کی تاریخ میں بمقدار مثقال حبة من خردل بھی نہیں پا سکتی،

اور یہ امر بھی کسی صاحب فہم و دانش سے قطعاً مخفی نہیں کہ عشق ومحبت، جانثاری وفدکاری، اطاعت شعاری اور وفاداری کی ایسی بے مثال و بے نظیر عظیم الشان اور روشن تاریخ کوئی ایسا شخص کبھی نہیں لکھ سکتا جو تلوار اور طاقت کے زور سے مجبور ہو کر اسلام کےاندر داخل ہوا ہو، ہاں کسی کی عقل پر تعصب کا سیاہ اور دبیز پردہ ہی پڑا ہو تو اسکا کوئی علاج نہیں، سوائے اس کے کہ توفیق الہی ہی اسکی دستگیری فرمائے اور اس کا دل نور ہدایت سے منور ہو جائے،،

دوسری طرف اسکے بر عکس دیکھئے کہ یہود نے آزمائش کے عین وقت پر اپنے پیغمبر حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو جن کے ہاتھوں انھیں فرعون کے قہر و غضب اور ذلت و رسوائی سے نجات ملی، دو ٹوک جواب دے دیا "اذھب انت و ربک فقاتلا اناھٰھنا قاعدون" تم جاو اور تمھارا خدا پس تمھیں دونوں مل کر قتال کر لو ہم یہیں بیٹھے رہینگے، اور نصاری نے بعض تاریخی رویات کے مطابق اپنے پیغمبر حضرت عیسی علیہ السلام کو عین وقت پر یہود بےبہبود کے ہاتھوں سولی چڑھنے یا قتل ہونے کے لئے گھر کےاندر تنہا چھوڑ کر راہ فراراختیار کرلی، یہ اور بات ہے کہ منشاء خداوندی سے حضرت عیسی علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے اور یہود نامسعود کا آدمی خود ہی قتل ہوا،

یہ بات ہم نے اس لئے عرض کر دیا کہ'بے حیا باش ہرچہ خواہی کن، کے مصداق ناہنجار یہود و نصاری نے الزام تراشی کی انتہا کرتے ہوئے یہ کہ دیا کہ اسلام پوری دنیا میں تلوار کے زور پر پھیلا ہے، اور انھیں کی آواز سے آواز ملا تے ہوئے دیگر مخالفین و معاندین اسلام نے بھی یہی راگ الاپنا شروع کر دیا، یعنی چند جنگ جو اور لڑاکے لوگ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کےگرد جمع ہوگئے اور اپنی تلوار کے زور پر پوری دنیا میں اسلام کو پھیلا دیا، لیکن جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ:ان جنگجوؤں کو پیغمبر اسلام کےگرد کس تلوار نے جمع کیا تھا؟ مکہ مکرمہ کی تیرہ سالہ زندگی مسلمانوں کی تو خود تلواروں اور نیزوں کی نوک پر، انتہائی مظلومیت کے ساتھ خوف و ہراس کے عالم میں گذری، وہاں تو مسلمانوں کو اپنے اوپر ہو رہے مظالم کے خلاف بولنے، اپنا دفاع کرنے اور ظالموں کے خلاف ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں تھی، صرف اور صرف صبر کی تلقین اور ترغیب تھی، پھر آخر اس مکی زندگی میں ابو بکر و عمر، عثمان وعلی، طلحہ و زبیر، عبد الرحمن ابن عوف، ابو عبیدہ عامر ابن الجراح ، سعد و سعید اور ان جیسے سیکڑوں افراد کو مکہ کے اندر ایمان لانے پر اور اسلام دل وجان سے قبول کرنے پر، ہزاروں پر تشدد رکاوٹوں کے باوجود کس تلوار نے مجبور کیا تھا؟ حضرت بلال کو تپتی ریت پر گرم چٹان کے نیچے غلام ہوکر اپنے آقا کے ظلم و بربریت کے مقابلہ میں احد احد کہنے پر کس تلوار نے مجبور کیا تھا؟ حضرت سمیہ کو ایمان پر جان قربان کرنے پر بھلا کس تلوار نے مجبور کیاتھا؟ کوئی بتا سکتا ہے؟کہ حضرت خباب کو آگ کے دہکتے انگاروں پر صدائے لا إلہ إلا اللہ بلند کرنے پر کس تلوار نے مجبور کیا تھا؟ حضرت صہیب کو روم سے، حضرت سلمان کو فارس سے، اور حضرت ابو ہریرہ کو یمن سے آنے اور اسلام قبول کرنے پر کس تلوار نے مجبور کیا تھا؟ مدینہ کے انصار کو مکہ کی کھاٹی میں آ کر اسلام قبول کرنے پر کس تلوار نے مجبور کیا تھا؟ تو ان سوالوں پر سارے مخالفین و معاندین بغلیں جھانکنے لگتے ہیں، اور پوری دنیائے کفر جو اسلام پر الزام تراشی کر رہی ہے، ان سوالوں کا جواب صبح قیامت تک نہیں دے سکتی، یہ ہمارا چیلنج ہے پوری دنیائے کفر والحاد کو،

انصاف کی بات وہی ہے جو ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ اسلام نے اپنی حقانیت، صداقت، صاف شفاف، حسین و جمیل، عادلانہ و منصفانہ تعلیمات سے، اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حسن اخلاق اور حسین کردار سے دلوں کو جیتا، لوگوں کو اپنا گرویدہ اور دیوانہ بنایا جس کے نتیجے میں لوگ اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کھنچتے چلے گئے، اور دین اسلام پوری دنیا میں اپنی انھیں حسین و جمیل تعلیمات، اورحسن اخلاق وحسین کردار کے زور پر پھلتا پھولتا اور پھیلتا چلا گیا،

چند حقائق بطور نمونہ پیش خدمت ہیں، جن سے اسلام کی انجذابی کیفیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح سے لوگوں نے چہار جانب سے کھنچ کھنچ کر دامن اسلام میں پناہ لی ہے،،

یہود میں عبداللہ ابن سلام، عیسائیوں میں عدی ابن حاتم، قبیلہ نجم کے پادری تمیم داری، مجوس میں سے سلمان فارسی، حبشہ سے بلال، روم سے صہیب رومی، ایشائے کوچک سے عداس اور افریقہ سے باقوم رضی اللہ عنھم جیسے حضرات کا داخل اسلام ہو جانا اسلام کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے، ان حضرات کو کس تلوار نے مجبور کیا تھا؟

شاہان عرب وعجم کا نظارہ بھی ملاحظہ ہو، اکیدر شاہ دومۃالجندل،جیفر: شاہ بحرین: اصحمہ شاہ ابی سینا: ذو الکلاع: شاہ حمیر جیسے فرما روائے وقت کو، ذو البجادین، ابو ذر غفاری، اور مقداد بن اسود رضی اللہ عنھم جیسے فقراء کی اوٹ میں کس تلوار نے لاکر بٹھا دیا؟ ملک یمن کا وائے سرائے اذان، اور ملک شام کا وائسرائے فروہ خزاعی: دونوں کو دور سےخط غلامی پیش کرنے پر کس تلوار نے مجبور کیا تھا؟

ابن زبیر جیسا سخن گستر، نابغہ جیسا زبان آور،کعب جیسا زمزمہ سنج، حسان جیسا حقیقت پسند ، یہ سب وہ لوگ ہیں جوایک قصیدہ پڑھکر قوم کو لڑانے اور ملانے والے تھے، مگر ان کو اپنی ساری فصاحت وبلاغت بھول کر چپ چاپ سرنگوں ہوکر بیٹھنے پر کس تلوار نے مجبور کیا تھا؟

اصحاب صفہ کے دائیں بائیں دیکھئے توآپ کو عرب کے مشہور وبہادر جنگجو اور کامیاب ترین جرنیل فاتح عراق حضرت خالد ابن ولید، فاتح شام حضرت ابو عبیدہ عامر ابن الجراح، فاتح ایران : حضرت سعد ابن ابی وقاص، فاتح مصر حضرت عمر ابن العاص رضی اللہ عنھم نظر آئیں گے، ان بہادر جرنیلوں کو اصحاب صفہ کی صف فقر و افلاس میں بیٹھنے پر کس تلوار نے مجبور کیاتھا؟

کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ جو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے ننگی تلوار لے کر گھر سے اپنی قوم قریش کو نبی کا قصہ پاک کر دینے کا اطمئنان و دلاسہ دلا کر نکلے تھے، مگر چند ساعتیں گذرنے کے بعد ہی عشق رسول کی آگ میں جلتے ہوئے اطاعت گذاری اور فرمان برداری کا دم بھرتے ہوئے سر جھکائے دربار رسالت مآب میں حاضر ہوکر داخل اسلام ہونے پر بھلا کس تلوار نےمجبور کیا تھا؟

کوئی بتائے تو سہی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا سید الشھداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قلب و جگر کو چبانے والی ہندہ بنت عتبہ ابن ربیعہ کو کفر کی بازی ہار کر اسلام کو سینے سے لگا نے پر کس تلوار نے مجبور کیا تھا؟

کوئی جواب دے سکتا ہے کہ حضرت خالد ابن ولید کرزی بن جابر فھری، عیینہ بن حسن الفزاری، سہیل بن عمرو قریشی، ثمامہ بن اثال نجدی، اور ابوسفیان بن حرب کو کس تلوار نے گھائل ومائل کیاتھا؟

سوچنےکی بات ہےکہ حضرموت، جیرہ، اطساء بحرین اور حبشہ یہ وہ علاقے ہیں جہاں کوئی ایک مسلمان سپاہی نہیں گیا، پھر وہاں کے بادشاہوں نے اسلام کیوں قبول کیا؟انھیں کس تلوار نے

مجبور کیا تھا؟

ترکوں کی تاریخ کیوں نہیں دیکھتےکہ ساتویں صدی کے آغاز میں خلافت عباسیہ کا نشان مٹا دیا گیا، مگر نصف صدی میں ہی مفتوحین کے دین نے فاتحین کے دلوں کو فتح کر لیا، کیا یہ سب اسلام کی انجذابی طاقت وقوت اور اسکی تعلیمات کے حسن وجمال کی دلیل نہیں ہے؟

حقیقت ہے کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کو ملا سکتا ہے، اس لئے بس یہی مذہب اسلام ہی ہمارا پسندیدہ اور محبوب و پیارا دین و مذہب ہے،

اللہ تعالی تا قیام ساعت دین اسلام کی مکمل طور پر حفاظت فرمائے اسکے گل وغنچےکو سرسبز اور شاداب رکھے،پوری دنیامیں اسلام ہی کا بول بالا فرمائے، معاندین ومخالفین اور دشمنان اسلام کا منہ کالا فرمائے،،

(آمین ثم آمین یا رب العلمین)

فرضیت بالله ربا و بالاسلام دینا و بحمد صلی

الله تبارک تعالیٰ علیہ وسلم نبیاً و رسولا

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

و الصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد

و آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ

واھل بیتہ اجمعین برحمتک

یا ارحم الرا حمین

تمت با الخیر بحمد اللہ و عونہ

فقط و السلام مع الاحترام

؛؛

احمد حسین القاسمی دار ارقم گوونڈی

اصلاحی مضامین

Post a Comment

Powered by Blogger

Theme images by Maliketh

© 2026 AL BALAGH AL QASMI. All Rights Reserved.

8